بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

لیجیے صاحب! بھارت کے عوام کو جمہوریت بچانے کے لیے آٹھ سو کروڑ روپے خرچ کر کے پارلیمنٹ کے ڈیڑھ سال کے وقفے کے درمیان میں دوسری بار الیکشن کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ آٹھ سو کروڑ روپے ہندوستانی عوام ہی کی جیبوں سے مختلف ٹیکسوں کی صورت میں یا ضروریات زندگی کی چیزوں کی مہنگائی کر کے نکالے جائیں گے۔ ہندوستانی عوام واقعی قابل تعریف عوام ہیں کہ عرصہ دراز تک وہ انگریز سامراج کو اپنے ملک سے نکالنے کے لیے قربانی پہ قربانی دیتے رہے اپنی جانوں کی بازی لگاتے رہے انگریز سامراج کی سخت ترین جیلوں کی صعوبتیں ہنسی خوشی برداشت کرتے رہے۔ پھانسیوں کے تختے پر اپنے ملک کی آزادی کا خواب لیے جھولتے رہے۔ ان کی ان ہی قربانیوں کی بدولت ہندوستان آزاد ہوا تو ہندوستانی عوام نے اپنے لیڈروں کے بنائے ہوئے نظام جمہوریت کو اسی طرح ہنسی خوشی برداشت کیا جس طرح انھوں نے آزاد ہندوستان دیکھنے کے لیے ظالم و جابر انگریز سامراج کی حکومت کے ظلم و ستم کو برداشت کیا تھا۔

لیکن؟.... یہ لیکن بڑا ہی دکھ و افسوس میں ڈوبا ہوا ہے اس کی اگر تشریح کی جائے گی تو پھر نہ معلوم کیا کیا کچھ نہ کہنا پڑ جائے گا اور کچھ باتیں تو شاید ایسی بھی نوک قلم سے نکل سکتی ہیں جنھیں آزاد ہندوستان کے حکمراں قابل گرفت بتا دیں گے۔ اب یہ کیا بتایا جائے کہ ان پچاس سالوں میں آزاد ہندوستان کے عوام نے کیا کیا نظارے کیے ہیں۔ ان نظاروں کی تفصیل اگر بیان کی جائے تو ایک پوری لمبی چوڑی تصویر ہی تیار ہو جائے گی جس کے لیے آج کے تیز رفتار ماحول میں کوئی دیکھنے اور سننے کے لیے ہی وقت نہ نکال سکے گا۔ مختصر لفظوں میں اگر بیان کیا جائے تو اس کا نچوڑ یہ نکلے گا کہ آزاد ہندوستان کے عوام کے مقدر میں شاید قدرت ہی نے یہ لکھ دیا ہے کہ انھیں ہر وقت قربانی ہی دیتے رہنا ہے۔ جان کی یا مال کی، دونوں ہی چیزوں کی قربانی بھارت کے عوام کی قسمت بن گئی ہے۔ پہلے آزادی کے لیے قربانی دی، پھر آزاد ہندوستان کے حکمرانوں کے لیے قربانی دینے کے لیے انھوں نے اپنے کو تیار کر لیا ہے چنانچہ آزادی کے بعد ہی سے ہندوستانی عوام نے جانی

دینا شروع کر دیا تھا۔

شروع میں ہندوستانی عوام کے سامنے نہرو و پٹیل کے اختلافات کی صورت میں رونما حالات آئے۔ آزادی کے بعد ہندوستان میں اقتدار میں ایک پارٹی کانگریس کا بھی دبدبہ تھا دھیرے دھیرے اس دبدبے میں زوال آتا گیا اور ہندوستان میں بدعنوانیوں کی ایک لہر سی پیدا ہو گئی کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہاں بدعنوانیوں کی خبروں سے ہندوستانی عوام کو پریشان نہ ہونا پڑا ہو۔ پہلے لاکھوں کے گھپلے سامنے آتے تھے لیکن پھر لاکھوں کی کوئی وقعت ہی نہ رہی اور آج ہندوستان میں بعض سیاسی حکمرانوں کی طرف سے لوٹ کھسوٹ اور گھپلوں کی خبریں لاکھوں کو دانت دکھاتی کروڑوں کو منہ چڑاتی اربوں میں پہنچ گئی ہیں۔ شروع شروع میں آزاد ہندستان میں کسی ایک نام کی کوئی خبر آتی تو وہ عوام کے ذہنوں میں ذہن نشین ہو کر رہ جاتی تھی اور اس نام پر ہر طرف سے لعنت برستی تھی جس کے نتیجے میں وہ نام اپنے کو شرم کے مارے گوشہ نشین بنانے پر مجبور ہو جاتا مگر اب جو نام سامنے آتے ہیں تو وہ نہ شرماتے ہیں نہ جھینپتے ہیں اور نہ ہی اپنا منہ چھپاتے ہیں بلکہ عوام کے سامنے وہ ہیرو بن کر آتے ہیں۔ جین حوالہ ڈائری میں جن جن لیڈروں کے نام آئے وہ عوام کے سامنے جب آئے تو انھیں اس پر کوئی شرمندگی نہ تھی بلکہ وہ یہ کہہ کر کہ "سیاسی وجوہات کی بنا پر ان کی شخصیت کو داغدار بنانے کے لیے یہ سازش رچی گئی ہے" اپنے کو عوام کے سامنے پیش کرنے لگے تو عوام کی ہمدردی ان ہی کے ساتھ ہو گئی اور جب عدالت کے ذریعے انھیں بے گناہی کی چٹ مل گئی تو پھر تو ان کی ہر دلعزیزی میں اور چار چاند لگ گئے۔ پنڈت سکھ راج اور للو پرشاد جی ابھی اپنے دم خم ٹھونکے ہوئے ہیں دونوں جیلوں سے ضمانت پر واپس، عوام کے سامنے خوب دھڑلے سے گھوم رہے ہیں۔

ان سب گھپلوں کا بھی سیدھا اثر عوام کی جیبوں پر پڑے گا اور جمہوریت کو بچانے کے لیے الیکشن کرائے جانے کے اخراجات کا سیدھا اثر بھی ہندوستانی عوام کی جیبوں پر پڑنا لازمی ہے۔ ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں جنتا پارٹی کی سرکار برسر اقتدار آئی تو وہ بمشکل دو سال بھی پورے نہ کرنے پائی تھی کہ عوام کو پھر ۸۰ء میں الیکشن کا بوجھ جھیلنا پڑ گیا۔ ۸۹ء تک الیکشن اپنے وقت ہی پر ہوتے رہے لیکن ۸۹ء کے بعد جو جنتا دل برسر اقتدار آیا وہ بھی اپنی مدت پوری نہ کر سکا اور ۹۱ء میں پھر عوام کو الیکشن کا سامنا کرنا پڑا۔ ۹۱ء کے الیکشن میں کانگریس اپنی معمولی سی اکثریت سے برسر اقتدار آئی تو اس نے نشتم پشتم ۵ سال کسی نہ کسی طرح پورے کر لیے پھر ۹۶ء میں پارلیمنٹ کا جو الیکشن ہوا اس کے بعد ایک ایسا محاذ برسر اقتدار آیا جو ۱۳ صوبائی پارٹیوں پر مشتمل تھا اس کے باوجود اس نے باہر سے دوسری سب سے بڑی جماعت کانگریس کی حمایت سے اپنی حکومت بنائی لیکن اس کا بھی حشر پہلے ہی کی طرح ہوا اور ڈیڑھ سال بمشکل چل پائی اور اب ڈیڑھ سال کی مدت میں دوبارہ الیکشن کی نوبت آ گئی ہے۔ اور اس طرح ہندوستانی عوام کو ہندوستانی جمہوریت کے لیے ۸۰۰ (آٹھ سو کروڑ) روپے کی قربانی پیش کرنی پڑے گی.... یہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ اس الیکشن کے بعد بھی کوئی ایک جماعت اس قابل ہو

سکے گی یا نہیں کہ وہ اپنے بل بوتے پر حکومت بنا کر پورے پانچ سال کی مدت پوری کرسکے۔
بظاہر حالات سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ موجودہ الیکشن میں بھی کسی ایک پارٹی کو مکمل اکثریت ملنا محال ہے۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہندوستان میں جمہوریت ہی کو بچانے کے لالے پڑ جائیں گے اور یہ بات ملک کے لیے، ملک کے عوام کے لیے اس سے بھی زیادہ پریشان کن ہوگی۔

موجودہ الیکشن میں جو تیرہ جماعتوں کا محاذ تھا وہ بکھر چکا ہے اور سب اپنی اپنی ڈفلی بجا رہے ہیں مگر سب ہی کی ایک تان ہے کہ ہم بی جے پی کو کسی بھی طرح اقتدار میں نہ آنے دیں گے۔ یعنی سب ہی کی ایک ہی آواز ہے اس کے باوجود بھی یہ سب الگ الگ راستے پر چل کر الیکشن کی بازی جیت جانے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ لیکن الیکشن کے ماہرین کو نہیں لگتا کہ یہ خواب پورا ہو جائے گا۔ ہمارے خیال میں تو اس سے بی جے پی کو بجائے نقصان کے فائدہ ہی ہوگا۔ بی جے پی مخالف جماعتیں آپس میں ہی لڑ کر ایک دوسرے کے ووٹ کاٹیں گی جس سے ان کے ووٹ بکھریں گے اور بی جے پی آسانی سے میدان مارلے گی۔

سال ۱۹۹۸ء شروع ہی ہوا ہے کہ ریل کا زبردست حادثہ ہو گیا۔ کاشی وشوناتھ ایکسپریس اور ورانسی بریلی پسنجر کی ٹکر نے ہندوستان کی تاریخ میں ایک اور ریل حادثہ کا اضافہ کر دیا ہے اور ایک بار پھر ریلوے میں حفاظتی اقدامات کی پول کھل کر رہ گئی ہے۔ جس طرح یہ حادثہ رونما ہوا، دو سال پہلے بالکل اسی طرح کا ریل حادثہ ہو چکا ہے اس سلسلے میں روزنامہ "نو بھارت ٹائمز" لکھتا ہے: اس بار کاشی وشوناتھ ایکسپریس ریل پٹریوں پر کھڑی تھی کیونکہ غالباً ایک نیل گائے کے گاڑی کے پہیوں کے نیچے آجانے سے گاڑی کو رکنے کے لیے مجبور ہونا پڑا تھا۔ دو سال پہلے فیروز آباد کے پاس نیل گائے کے کٹنے کی وجہ سے پرشوتم ایکسپریس کو ان ہی حالات میں رکنے کے لیے مجبور ہونا پڑا تھا تب پرشوتم ایکسپریس کو کالندی ایکسپریس نے ٹکر ماری تھی اور اس بار کاشی وشوناتھ ایکسپریس کو ورانسی ایکسپریس نے ٹکر ماری ہے۔ اس حادثے نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بھارتی ریلوے اپنی پچھلی غلطیوں سے کوئی سبق نہیں لیتی ہے حادثہ ایک کے بعد ایک ہوتا رہتا ہے ہر حادثے کے بعد مرنے والوں کے وارثین کو اور زخمی ہونے والوں کو حکومت کے ذریعے مالی امداد کا اعلان کیا جاتا ہے اور حادثے کی جانچ کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل کر دی جاتی ہے یہ کمیٹی بتاتی ہے کہ حادثات کیوں ہوئے، اور آئندہ اس طرح کا کوئی حادثہ نہ ہو اس کے لیے کمیٹی کچھ نہ کچھ سفارشیں بھی کرتی ہے لیکن پھر بھی حادثات ہو ہی جاتے ہیں اور ہر نیا ہونے والا حادثہ پہلے کی جانچ کمیٹیوں کی کھلی اڑاتا ہوا نظر آتا ہے۔ "نو بھارت" آگے رقمطراز ہے... وجوہات جو بھی ہوں اس کے لیے ذمہ دار تو بالآخر ریلوے ہی ہے اگر لال سگنل پر پٹاخہ چھوڑنے کی سہولت نہیں ہے تو یقیناً یہ ایک بڑی خامی ہے اور اس سہولت کو مہیا کرانا